OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0179, PP: 430-444

امام طبرانیؒ کی معاجم ثلاثہ اور صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی مختلف النوع تفسیری روایات کا تقابلی مطالعہ

A comparative analysis of Hazrat Abdullah Bin Abbas' (RA) narrations pertaining to Quranic exegesis in the light of Imam Tabarani's Muaajam e Salasah and Saha sitta

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Hafiz RAb Nawaz
Theology Teacher, G.H.S KTS Haripur
Email: abuibrahim842@gmail.com
https://orcid.org/0000-0001-8940-114X

Dr. Sanaullah Husain
Chairman, Department of Quran & Tafsir AIOU, Islamabad
Email: sana.ullah@aiou.edu.pk
https://orcid.org/0000-0003-3617-7935

Faizullah
Lecturer, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
Email: hafiz.faizullah2014@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-5419-5048

Abstract

Tafsir bi'l Ma'thur refers to interpretation of the Qur'an in the light of other Qur'anic verses, authentic ahadith, and interpretation of the companions of Prophet (PBUH). Amongst the companions of the Prophet (PBUH), Abdullah Bin Abbas (RA) occupies a prominent place amongst the mufassireen of Quran. There are 273 tafseeri traditions reported by Abdullah Bin Abbas (RA) in Imam Tabarani's Muaajim-e-Salasah, followed by 210 tafseeri traditions in Saha-e-Sitta. In this paper, we have tried to answer the question as to how do traditions reported by Abdullah Bin Abbas (RA) in Muaajim-e-Salasah compare with those reported in Saha-e-Sitta based on their authenticity and citation. We have made a comparative analysis of traditions reported by Abdullah Bin Abbas (RA) in Muaajim-e-Salasah with those reported in Saha-e-Sitta based on their authenticity and citation. The traditions in Muaajim-e-Salasah that are not clear have been explained in the light of similar traditions in

Saha-e-Sitta and vice versa. Further, the traditions that contain Abdullah Bin Abbas (RA)'s personal ijtihad or opinion have also been highlighted and compared. Although the authenticity and citation of tafseeri traditions reported by Abdullah Bin Abbas (RA) in Muaajim-e-Salasah is not consistent, however, similar traditions are found in Saha-e-Sitta with acceptable authenticity and citation. Further, there are many tafseeri traditions reported by Abdullah Bin Abbas (RA) in Muaajim-e-Salasah, which are not found in any other collection. Compilation of authentic tafseeri traditions reported by Abdullah Bin Abbas (RA) can result in a valuable addition to Tafsir bi'l Ma'thur.

Keywords: *Abdullah Bin Abbas' (RA), Imam Tabarani, Muaajam e Salasah, Saha sitta.*

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی دنیاوآخرت کی راہنمائی اور فلاح کے لیے جہاں اپنے برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں مبعوث فرمائے وہیں ان پر وحی بھی نازل فرمائی جو اپنے اپنے دور میں ہدایت کا ذریعہ رہی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ اپنے آخری نبی ورسول حضرت محمد ﷺ پر ختم اور مکمل فرمادیا۔ نبی ﷺ نے نہ صرف اس قرآن مجید کی قولی و عملی تفسیر وتشریح فرمائی بلکہ اس کی روشنی میں ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جو آنے والی نسلوں کے لیے ایک مثال ہے۔ لہٰذا آج کے مادہ پرستانہ اور خود غرضانہ ماحول میں قرآن مجید کو کماحقہ سمجھنے اوراس پر عمل کرنے کے لیے ہمارے پاس سب سے مستند ذریعہ نبی ﷺ کی ذات بابرکات (آپ کے اقوال وافعال) اور جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ انہی ہستیوں میں سے ایک عظیم ہستی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ درج ذیل مقالہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیری روایات کاامام طبرانیؒ کی معاجم ثلاثہ اور صحاح ستہ کی روشنی میں ایک تقابلی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

انتخاب موضوع کاسبب اور سابقہ کام کا جائزہ

اس موضوع کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ وہ واحد شخصیت ہیں جن سے سب سے زیادہ تفسیری روایات واقوال مروی ہیں حتیٰ کہ ان اقوال کو جمع کرکے مختلف مجموعے شائع کیے گئے ہیں مثلاً تفسیر ابن عباس المسمی بہ صحیفۃ علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس فی تفسیر القرآن الکریم، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس المعروف بتفسیر ابن عباس اور تفسیر ابن عباس ومرویاتہ فی التفسیر من کتب السنۃ وغیرہ۔ ان سب میں سے سب سے تفصیلی کتاب تنویر المقباس ہے جسے مشہور لغوی امام محمد بن یعقوب فیروزآبادی نے جمع کیا لیکن اس کتاب کے تفسیری اقوال کامدار وانحصار محمد بن مروان، سدی صغیرعن محمدبن سائب کلبی عن ابوصالح عن ابن عباس کی سند پر ہے جو کہ شدید ضعیف سند ہے[1] اس کے علاوہ حضرت ابن عباسؓ کے تفسیری اقوال تفسیر طبری، تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر درمنثور، تفسیر ابن المنذر، تفسیر بغوی، تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں بھی دیگر اسناد سے بکثرت مروی ہیں۔

رئیس المفسرین عبداللہ بن عباسؓ کا تعارف وعلمی مقام

آپ راجح قول کے مطابق ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے اور جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ کے اپنے

قول کے مطابق آپ کی عمر دس برس تھی[2] ایک قول 15 سال کا بھی ہے[3]۔ اگرچہ آپؓ صغار صحابہؓ میں شمار ہوتے ہیں لیکن نبی ﷺ کی دعائے مبارکہ کی برکت سے علمی اعتبار سے آپ کبار صحابہ کے ہم پلہ تھے جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے[4]۔ نبی ﷺ نے آپ کو جو دعا دی :

اللّٰھم علّمہ الحکمۃ وتاویل الکتاب۔

اے اللہ ! اسے حکمت سکھا اور کتاب کی تاویل (تفسیر) کا علم سکھا[5]

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثال حافظہ، غیر معمولی ذہانت، دین کا گہرا فہم، لاجواب حاضر دماغی عطا فرمائی تھی لیکن اس کے باوجود آپؓ خود بھی علم حاصل کرنے کے بے حد شیدائی تھے۔ آپ نے نبی ﷺ کی مبارک زندگی میں ان سے استفادہ کیا پھر خلفائے راشدین، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے خوب استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ بھی ان کو جب بھی معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ فلاں صحابی رسول موجود ہیں تو ان کے پاس تحصیل علم کے لیے پہنچ جاتے[6]۔ آپ اعلیٰ درجے کے خطیب بھی تھے اور جب قرآن مجید کے علوم و معارف پر گفتگو فرماتے تو ایک سماں بندھ جاتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ کو ترجمان القرآن[7]، حضرت جابرؓ نے الحِبر (علم کا دریا)[8]، حضرت محمد بن حنفیہؒ اور حضرت مجاھد نے حِبرُ ھٰذِہ الامۃ جیسے بلند القابات سے یاد فرمایا ہے[9]۔

امام طبرانی کا مختصر تعارف

آپ کا نام سلیمان، کنیت ابوالقاسم ہے اور طبَرانی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا نسب سلیمان بن احمد بن ایوب مطیر لخمی طبرانی ہے۔ آپ کا تعلق قبیلہ لخم سے تھا جس وجہ سے لخمی کہلائے۔ آپ 261ھ کو طبریۃ الشام میں پیدا ہوئے جس کی وجہ سے طبرانی کہلائے۔ طبریہ اردن کے قریب واقع ہے۔ آخری عمر میں آپ نے اصبہان میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی اور یہیں آپ کی وفات 321ھ میں ہوئی۔ آپ نے تیرہ سال کی عمر میں تحصیل علم کا آغاز کیا اور مختلف علمی مراکز سے کسب فیض کے بعد اصبہان تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے اور ساٹھ سال تک درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لمبی عمر عطا فرمائی تھی اور تین نسلوں نے آپ سے علم حاصل کیا یعنی آپ کے شاگردوں نے پھر ان کے بیٹوں نے پھر ان کے پوتوں نے[10]۔

آپ کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے صرف معجم اوسط میں آپ نے دو ہزار اساتذہ کی روایات ذکر کی ہیں۔ آپ نے بعض ایسے اساتذہ سے بھی روایات حاصل کیں جو آپ کے بعد فوت ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں ابوزرعہ دمشقی، امام نسائی، ابراہیم بن ابی سفیان، احمد بن انس، احمد بن عبدالقاہر، ابراہیم بن محمد بن عرق حمصی، ابو مسلم کجی، احمد بن عبدالرحیم، احمد بن معلی، بشر بن موسیٰ، علی بن عبدالعزیز بغوی، ابو خلیفہ فضل بن حباب، یحییٰ بن ایوب علاف، ابوسعید ہاشم بن مرثد طبرانی، محمد بن جریر طبری، عبداللہ بن امام احمد بن حنبل، اور موسیٰ بن الحمال وغیرہ شامل ہیں[11]۔ آپ کے شاگردوں میں حافظ ابو نعیم اصفہانی، ابو خلیفہ، ابن عقدہ، ابن مندہ، احمد بن محمد بن ابراہیم، ابوبکر بن مردویہ، ابوالفضل محمد بن احمد الجارودی، ابوسعید النقاش، معمر بن احمد بن زیاد، ابوبکر بن ابو علی الذکوانی، احمد بن عبدالرحمان ازدی وغیرہ شامل ہیں[12]۔

امام طبرانیؒ کے بارے میں اہل علم کی اقوال سے ان کی علمی مقام کا اندازہ لگ جاتا ہے۔ امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: وہ حفاظِ حدیث میں سے تھے اور اللہ کے دین کے معاملے میں بہت سخت تھے، ان کا حافظہ قوی اور تصانیف بہت اچھی ہیں[13]۔ امام

ذھبیؒ فرماتے ہیں: وہ امام ،حافظ، ثقہ ،صدوق،ثبت ،کثرت سے سفر کرنے والے، محدث الاسلام، لمبی عمر پانے والے، مسند الدنیا، امام، علامہ، حجت، بقیۃ الحفاظ، علل اور رجال میں بصیرت رکھنے والے تھے۔احادیث کی روایت کی کثرت اور ان کی اسناد کا عالی ہونا امام طبرانیؒ پر ختم ہے[14]۔ابن خِلِّکان فرماتے ہیں: وہ اپنے زمانے کے حافظ تھے[15]۔امام احمد بن عبداللہ الحافظ فرماتے ہیں: امام طبرانیؒ نے اپنے جیسا نہیں دیکھا[16]۔امام سمعانیؒ لکھتے ہیں: وہ اپنے زمانے کے حافظ اور حدیث کی طلب میں سفر کرنے والے تھے۔انہوں نے سفر کیے،اساتذہ سے ملے اور حفاظ حدیث سے مذاکرے کیے[17]۔ امام ابن عماد حنبلیؒ لکھتے ہیں: وہ علم (حدیث) کے حافظ، المسند العصر، ثقہ، صدوق، وسیع حافظے والے، علل ورجال اور ابواب میں بصیرت رکھنے والے تھے اور کثیر التصانیف تھے[18]۔

امام طبرانیؒ کثیر التصانیف عالم تھے۔آپ نے مختلف موضوعات پر کتب لکھیں جن میں سے زیادہ تر حدیث پر مشتمل تھیں۔ ان کتب میں سے اکثر کتابیں آج محفوظ نہیں ہیں۔کچھ کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

المعجم الکبیر، المعجم الاوسط، العجم الصغیر، مسندالشامیین، کتاب الدعاء، کتاب التفسیر،کتاب الاوائل، کتاب المناسک، کتاب السنۃ،کتاب عشرۃ النساء، الاحادیث الطوال، کتاب دلائل النبوۃ، کتاب النوادر، معرفہ الصحابۃ، کتا ب الرمی، مسند عائشہ،مسندابی ھریرۃ،مسندابی ذر، ثلاثیات طبرانی، طرق حدیث من کذب علی متعمدا،فضل الرمی، فضل عشر ذی الحجۃ، من اسمہ عطاء،مکارم الاخلاق وغیرہ[19]

معاجم ثلاثہ کا مختصر تعارف:

معاجم، معجم کی جمع ہے جس کی تعریف ہے: حدیث کی وہ کتاب جس میں احادیث کو صحابہ کرام یا شیوخ یا شہروں وغیرہ کے ناموں کی ترتیب پر جمع کیا جائے۔اس قسم کی کتب زیادہ تر حروف تہجی کی ترتیب پر لکھی ہوتی ہیں[20]۔امام طبرانی کی تین معاجم ہیں۔

معجم کبیر:

یہ امام طبرانیؒ کی سب سے ضخیم تالیف ہے جس میں احادیث کو صحابہ کرامؓ کے ناموں کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ مسند ہی ہے اگرچہ مشہور معجم کے نام سے ہے۔اس میں حضرت ابو ھریرہؓ کی احادیث شامل نہیں کیوں کہ ان کی احادیث کو انہوں نے الگ جمع کیا تھا جیسا کہ ان کی تصانیف میں مذکور ہے۔اس میں احادیث کی تعداد مختلف ذکر کی گئی ہے کیوں کہ اس کے بعض اجزاء ضائع ہوگئے ہیں اس لیے اس کی احادیث کی کل تعداد کے بارے میں کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی۔

معجم اوسط:

یہ امام طبرانیؒ کی دوسری بڑی تصنیف ہے جو 9485 احادیث پر مشتمل ہے۔اس کو امام طبرانیؒ نے اپنے شیوخ کے ناموں کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور دو ہزار کے قریب شیوخ کی روایات ذکر کی ہیں۔اس کتاب میں روایات کے انتخاب میں مؤلف نے غرائب اور افراد کو ترجیح دی ہے اس لیے وہ خود اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ کتاب میری جان ہے۔امام طبرانیؒ ہر حدیث کے ذکر کرنے کے بعد اس کے تفرد کا ذکر بھی ضرور کرتے ہیں۔ امام ذھبیؒ نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا: اس میں نفیس، عزیز اور منکر ہر طرح کی روایات موجود ہیں[21]۔

معجم صغیر

یہ امام طبرانیؒ کی سب سے چھوٹی معجم ہے جس میں انہوں نے اپنے ایک ہزار شیوخ سے صرف ایک ایک حدیث ذکر کی ہے بعض سے ایک سے زیادہ بھی احادیث بھی ذکر کی ہیں۔اس میں انہوں نے چار خواتین اساتذہ سے بھی احادیث ذکر کی ہیں۔اس معجم میں 1197 احادیث ہیں جن میں سے تین ثلاثی احادیث ہیں[22]۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیری روایات کی تعداد : معاجم ثلاثہ اور صحاح ستہ کا تقابل

یہ بات معلوم ہے کہ صحاح ستہ میں سے صرف امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ نے کتاب التفسیر کے عنوان کے تحت تفسیری روایات تفصیل سے ذکر کی ہیں،جو صحیح بخاری میں تقریبا 515،اور جامع ترمذی میں 421 کے قریب ہیں۔امام مسلمؒ نے کتاب التفسیر کے تحت کل 18 تفسیری روایات ذکر کی ہیں جن کی ساری اسانید کو شمار کیا جائے تو کل 37 روایات بنتی ہیں۔ان کے علاوہ صحیح مسلم اور سنن ثلاثہ میں مختلف ابواب کے تحت تفسیری روایات موجود ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے 81 کے قریب، صحیح مسلم میں 23، جامع ترمذی میں 56، سنن ابوداؤد میں 19 سنن نسائی میں 33 سنن ابن ماجہ میں 19 تفسیری روایات (مکررات کے بغیر) مروی ہیں جن کا مجموعہ 211 ہے۔جب کہ امام طبرانیؒ کی معاجم ثلاثہ میں 273 تفسیری روایات حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں جن میں مکرر روایات شامل نہیں ہیں۔اس اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ امام طبرانیؒ کی معاجم ثلاثہ میں اور خصوصا المعجم الکبیر میں حضرت ابن عباسؓ کی تفسیری روایات کتب ستہ کے مجموعے سے بھی زیادہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیری روایات کی نوعیت

تمام صحابہ کرامؓ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ صرف ایسی شخصیت ہیں جن کو تفسیر و تاویل میں اختصاص کی وجہ سے البحر کا لقب دیا گیا[23] حضرت ابن عباسؓ سے مروی تفسیری روایات کی نوعیت مختلف قسم کی ہے:

1. بعض روایات ایسی ہیں جو انہوں نے دیگر صحابہ کرامؓ سے روایات کی ہیں۔اس مقالہ میں ایسی روایات ذکر نہیں کی گئیں۔
2. بعض روایات ایسی ہیں جن میں وہ آیات کا شان نزول ذکر کرتے ہیں ۔
3. بعض روایات میں وہ کلمات قرآنیہ کی تشریح و توضیح کلام عرب کی روشنی میں کرتے ہیں۔
4. بعض روایات میں وہ ناسخ و منسوخ کی وضاحت کرتے ہیں اور اس میں ان کا اپنا اجتہاد بھی شامل ہے۔
5. بعض روایات میں ان کے فہم اور قوت استنباط کا علم ہوتا ہے۔
6. بعض روایات میں حضرت ابن عباسؓ سے ایسی جامع تفسیر منقول ہے جو دیگر تفاسیر کو بھی شامل ہوتی ہے اور بظاہر جو تعارض محسوس ہوتا ہے وہ بھی دور ہو جاتا ہے۔

امام طبرانیؒ کی عادت ہے کہ ان کے پاس ایک حدیث جتنی بھی اسانید سے محفوظ ہو وہ ساری اسانید ذکر کر دیتے اور عموما صحت کا خیال نہیں کرتے جیسا کہ صحاح ستہ کے مؤلفین نے کیا ہے، کیوں کہ ان کا مقصد زیادہ سے زیادہ احادیث کو جمع و محفوظ کر دینا ہے اس لیے انہوں نے جو تفسیری روایات ذکر کی ہیں ان میں سے تقریبا آدھی سے زیادہ روایات صحاح ستہ اور دیگر مصادر میں مختلف اسانید سے موجود ہیں اور ان کے متن اور صحاح ستہ میں مذکور متن میں اختلاف

بھی پایاجاتاہے اور عموما صحاح ستہ میں مذکور متن ہی زیادہ صحیح پایاجاتاہے عموما اسانید بھی صحاح ستہ کی ہی زیادہ قوی ہوتی ہیں۔مثلا:

امام طبرانیؒ نے سورۃ الانعام کی آیت 52 کے شان نزول میں ایک روایت ذکر کی ہے جس کی سند ہے:

حدثنا عبید بن غنام ثناابوبکربن ابی شیبة ح وحدثنا احمدبن عمرو القطرانی ثنایوسف بن موسیٰ القطان قالا ثنا احمدبن الفضل ثنااسباط بن نصر عن السدی عن ابی سعد الازدی عن ابی الکنود عن خباب بن الارت فی قولہ عزوجل:﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ﴾قال:جاء یعنی النبیﷺ الاقرع بن حابس التمیمی وعیینة بن حصن الفزاری فوجدوا النبیﷺ قاعدا مع بلال وعماربن یاسروصھیب وخباب بن الارت رضی اللہ عنھم فی اناس من الضعفاء من المؤمنین ۔۔الحدیث[24]

حضرت خباب بن ارتؓ اس ارشاد باری تعالیٰ:﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ﴾ -اوران لوگوں کودورنہ ہٹاجواپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں)کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اورعیینہ بن حصن فزاری نبی ﷺ کے پاس آئے توانھوں نے نبی ﷺ کو دیکھاکہ ان کے ساتھ حضرت بلال، عمار بن یاسر،صہیب اور خباب بن ارت رضی اللہ عنہم جیسے غریب مومن بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔الحدیث

اب یہ روایت امام طبرانیؒ نے جس سند سے ذکر کی ہے اس میں اسباط بن نصر،سدی کبیر،ابوسعد ازدی اورابوالکنود راوی ضعیف ہیں۔یہ روایت اسی سنداور تھوڑے سے مختلف الفاظ سے مصنف ابن ابی شیبہ[25]اور سنن ابن ماجہ[26]میں موجود ہے۔لیکن یہ روایت صحیح مسلم[27]اور سنن ابن ماجہ[28]میں اختصارسےایک اور سند سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے اوراس میں اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کاذکر نہیں ہےاوریہ اس میں یہ ضعیف راوی ہیں۔ امام ابن کثیرؒ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:یہ روایت غریب یعنی ضعیف ہے اس لیے کہ یہ آیت مکی ہے جب کہ حضرت اقرع بن حابس اورعیینہؓ ہجرت کے بعد اسلام لائے تھے[29]۔

معاجم ثلاثہ میں ایسی روایات بھی کافی ہیں جو صرف معاجم ثلاثہ میں مذکورہیں۔ ذیل میں ان کی روایات کا صحاح ستہ کی روایات سے ایک تقابلی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

شان نزول

معاجم ثلاثہ میں حضرت ابن عباسؓ سے بہت سی روایات کاشان نزول مذکورہےجوصحاح ستہ میں بھی مذکور ہے اگرچہ الفاظ کا تھوڑابہت فرق ہے مثلا:سورہ ھود کی آیت:" وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ"کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیااور عرض کی:میں ایک عورت کےساتھ ملوث ہوگیا تاہم اس کے ساتھ انتہائی عمل نہیں کیا تواللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی[30]۔

یہ روایت صحاح ستہ[31]میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،حضرت معاذؓ،ابوالیسرکعب بن عمروؓوغیرہ سے مختلف الفاظ سے مروی ہے لیکن حضرت ابن عباسؓ سے مسنداحمد[32]میں ذراتفصیل سے مروی ہے جب کہ یہاں بہت مختصر ہے۔اسی طرح امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سےبہت سی آیات کاشان نزول ذکرکیاہے جوصحاح ستہ میں مذکورنہیں یاسیاق

سباق کے حوالے سے مختلف ہے مثلا: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ابوسفیان بن حرب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! میں تمہیں اللہ کا اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں، بے شک ہم نے عِلہِز یعنی وبر (بلی سے چھوٹا ایک جانور) اور خون کھایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ﴾[33]

یہی روایت صحاح ستہ میں مختلف سیاق وسباق میں آئی ہے مثلا: صحیح بخاری میں 8 جگہ اور صحیح مسلم، جامع ترمذی وغیرہ میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے آئی ہے کہ جب قریش نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو نبی ﷺ نے ان کے لیے بددعا فرمائی:

اللهم اعنى عليهم بسبع كسبع يوسف

تو انہیں قحط نے گھیر لیا یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے اور انہوں نے مردار اور ہڈیاں تک کھا لیں پھر ابوسفیان نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! آپ تو صلہ رحمی کا حکم دینے آئے ہیں جب کہ آپ کی قوم ہلاک ہو گئی ہے لہٰذا آپ اللہ سے دعا کریں (کہ عذاب ہٹ جائے) پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

" فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاۗءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ 1111 يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ 1111 رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ 1112 اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ 1113 ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ 1114 اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَاۗىِٕدُوْنَ 1115 "[34]

گویا کہ صحاح ستہ میں اس واقعہ میں سورۃ الدخان کی آیات کے نزول کا تذکرہ ہے اور معجم کبیر میں سورۃ المؤمنون کی آیت کا۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے آیات لعان کے شان نزول کے بارے میں ہلال بن امیہ کی ایک روایت ذکر کی ہے جو صحاح ستہ میں کہیں مذکور نہیں۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کا الزام لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تجھے اپنے موقف پر ضرور گواہ لانا ہوگا ورنہ تجھے حد کے طور پر کوڑے لگائے جائیں گے۔ اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بے شک میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میرا عذر نازل فرمائے گا تب لعان والی آیت نازل ہوئی[35]۔ جب کہ صحاح ستہ میں یہ روایت حضرت سھل بن سعد ساعدیؓ سے عویمر عجلانی کے بارے میں نازل ہوئی ہے[36]۔ اگرچہ یہ دوسری روایت بھی امام طبرانیؒ نے تقریباً 15 سندوں سے ذکر کی ہے۔ اسی طرح سورۃ النصر کا شان نزول ذکر کرنے میں امام طبرانیؒ منفرد ہیں[37]۔

فہم اور قوتِ استنباط کی مثال

حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ مجھے بدر کے بزرگ صحابہ کے ساتھ اپنی مجلس میں بٹھایا کرتے تھے۔ یہ بات بعض صحابہ کو ناگوار گزری، انہوں نے کہا: آپ اسے نوجوان کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں اس کی طرح تو ہمارے بیٹے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں اس کی وجہ بتانے کے لیے ایک دن ان بزرگ صحابہ کو اور مجھے بلایا، میں سمجھ گیا آپ انہیں میری علمی قابلیت دکھانا چاہتے ہیں۔ آپؓ نے ان سے " اِذَا جَاۗءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ " کی تفسیر پوچھی تو ان میں سے بعض نے کہا: ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب ہماری مدد کی جائے اور ہمیں فتح عطا کی جائے تو ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے مغفرت مانگیں، بعض نے کہا: ہم کچھ نہیں جانتے اور بعض نے کوئی بھی جواب نہ دیا تو آپؓ نے مجھ سے کہا: اے عباس!

کیا تم بھی یہی بات کہتے ہو؟میں نے عرض کی: نہیں، فرمایا: تو تم کیا کہتے ہو؟میں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات (کا پیغام) ہے۔ اللہ نے آپ کو بتادیا کہ جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور فتح سے مراد فتحِ مکہ ہے تو یہ آپ کی وفات کی علامت ہے تو آپ اپنے رب کی حمد کریں اور اس سے مغفرت مانگیں بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں اس سے زیادہ نہیں جانتا جو تم جانتے ہو[38]۔

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ نے بیان کیا: ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آیا اور کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ میں اپنے آپ کو ذبح کروں گا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: " وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ "یعنی اس آیت میں ذبح عظیم سے مراد دنبہ ہے۔ لہٰذا اس نے ایک دنبہ (اپنی جگہ) ذبح کیا[39]۔

حضرت ابن عباسؓ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: اگر کسی شخص نے ایسی عورت کو طلاق دی جس سے اس نے نکاح نہیں کیا تو یہ جائز ہے، تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: حضرت ابن مسعودؓ کو اس بارے میں غلطی لگی ہے کیوں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ"

جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو طلاق دے دو) اور یہ نہیں فرمایا کہ:

اذاطلقتم المؤمنات ثم نكحتموهن

جب تم مومن عورتوں کو طلاق دے دو پھر ان سے نکاح کرو[40]۔

ناسخ و منسوخ

امام طبرانیؒ، امام بخاریؒ، امام ابوداوٗدؒ وغیرہ نے یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عمرو بن دینارؒ کہتے ہیں: میں نے جابر بن زیدؒ سے کہا: لوگ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ جابر بن زیدؒ نے فرمایا: حکم بن عمرو غِفاریؓ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہی بیان کیا کرتے تھے لیکن یہ بحر (علم کا سمندر) یعنی حضرت ابن عباسؓ اس بات کا انکار کرتے ہیں اور یہ آیت (بطور دلیل) پڑھی:

"قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ گھریلو گدھوں کی حرمت کے قائل نہ تھے یعنی ان کی حلت منسوخ نہیں ہے کیوں کہ شروع میں ان کا گوشت کھایا جاتا تھا اور ان کا استدلال اس آیت سے تھا کیوں کہ اس میں ان کا ذکر نہیں ہے جب کہ اس بارے میں بکثرت روایات موجود ہیں کہ نبی ﷺ نے خیبر کے موقع پر گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔ علماء کرام نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں کہ ممکن ہے ان تک حرمت کی احادیث نہ پہنچی ہوں یا انہوں نے بعد میں رجوع کرلیا ہو۔ اور یہ بات بھی ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور جب کہ اس کے بعد بھی بہت سی آیات میں مختلف چیزوں کی حرمت بیان ہوئی ہے اور جن احادیث میں گھریلو گدھوں کی حرمت آئی ہے وہ بھی اس آیت کے بہت بعد کی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور علامہ عظیم آبادیؒ نے عون المعبود میں اس مسئلے پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ واللہ اعلم

امام طبرانیؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام نسائیؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: " وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ " کو یوں پڑھتے تھے: ﴿يُطَوَّقُوْنَه﴾ یعنی باب تفعیل سے کہ وہ مکلّف بنائے گئے ہیں، ﴿ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ﴾ یعنی ایک مسکین کو ﴿ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا﴾ یعنی جو ایک مسکین کا کھانا اور بڑھا دے، یہ آیت منسوخ نہیں، (فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ) یہ رخصت صرف اس بوڑھے کے لیے ہے جو روزوں کی طاقت نہ رکھتا ہو اور ایسے مریض کے لیے جو جانتا ہو کہ اسے شفا نہیں ملے گی[41]۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں جب کہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ اور حضرت ابن عمرؓ وغیرہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت: " وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ " نازل ہوئی تو اس میں یہ آسانی تھی کہ جو روزہ نہ رکھنا چاہے وہ روزے کے بدلے میں فدیہ ادا کردے لیکن بعد والی آیت: " فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ " نے اسے منسوخ کر دیا[42]۔

چونکہ حضرت ابن عباسؓ نہایت ذہین انسان تھے اور ان کو نبی ﷺ نے دعا بھی دی تھی اور وہ عربی لغت کے بھی ماہر تھے اس لیے انہوں نے یطیقون سے انتہائی بوڑھے اور دائمی بیمار مراد لیے ہیں جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور آئندہ بھی اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو وہ روزہ نہ رکھیں اور فدیہ دے دیں لیکن جو صحت مند اور مقیم ہوں ان کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے اور اگر کوئی کسی وقتی عذر کی بناء پر روزہ نہ رکھ سکے تو اس کے لیے بعد میں روزے کی قضا دینا ضروری ہے۔ لیکن چونکہ یہ مسئلہ الگ طور پر بھی شریعت میں ثابت ہے اور قرآن مجید کی بلاغت کا یہ اعجاز ہے کہ ایک ہی جملے کے دو مختلف معانی ومفہوم لیے جاسکتے ہیں جو شرعاً صحیح ہیں۔ ایک معنیٰ سیاق وسباق کے لحاظ سے اور دوسرا لغت یا کسی اور لحاظ سے لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں معانی الگ الگ شرعی طور پر بھی ثابت ہوں اور ان کے ثبوت کے لیے قرآن وحدیث میں دلائل موجود ہوں ورنہ صرف لغت یا سیاق وسباق پر اعتماد کرکے ایسے تفسیر کرنا جو نصوص کے خلاف ہو غلط ہے[43]۔

جامع تفسیر اور بظاہر تعارض رفع کرنے کی مثال

امام طبرانیؒ نے ایک تفصیلی روایت ذکر کی ہے جس میں ایک شخص نے ان سے مختلف آیات کے درمیان تعارض کو پیش کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے اس کے سامنے ایسی جامع تفسیر بیان کی جس سے ان آیات میں بظاہر جو تعارض محسوس ہوتا ہے وہ رفع ہو جاتا ہے۔

مثال: حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں: ایک شخص حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور عرض کی: میں قرآن میں کچھ ایسی چیزیں پاتا ہوں جو مجھے سمجھ نہیں آتیں اور میرے دل میں کھٹک پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: بتاؤ، تو اس شخص نے چند آیات پیش کیں کہ ایک آیت میں ہے: " فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ " جب کہ دوسری جگہ ہے: ﴿ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴾ ایک جگہ ہے: ﴿ وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ جب کہ دوسری آیت میں انہوں نے (اپنے شرک کو) چھپایا ہے: ﴿ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ ایک جگہ ہے: " السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ... وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا " اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی پیدائش کو زمین کی پیدائش سے پہلے ذکر کیا ہے جب کہ اس آیت میں یوں فرمایا ہے:

" قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ

فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ"

اس آیت میں زمین کی تخلیق کو آسمان کی تخلیق سے پہلے ذکر کیا ہے اور "وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا" "وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا" گویا کہ یہ ماضی کی بات ہے(اب اللہ تعالیٰ ان صفات سے متصف نہیں)۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ باتیں تمہارے دل میں کھٹکتی ہیں؟ اس نے عرض کی: اگر آپ مجھے ان کے بارے میں بتادیں تو میرے لیے کافی ہوگا۔ پھر حضرت ابن عباسؓ نے ان آیات کی وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا:

"فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ"

یہ پہلے نفخہ کے وقت کا ذکر ہے جب صور میں پھونکا جائے گا تو جو بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب بے ہوش ہوجائیں گے سوائے اس کے جسے اللہ چاہے تو ان کے درمیان کوئی نسب باقی نہیں رہے گا اور نہ ان سے کچھ پوچھا جائے گا۔ پھر جب دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا تو وہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ رہا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: " وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ" اور " وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا" اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اہل اخلاص کو ان کے گناہ بخش دیں گے اور اللہ پر کوئی ایسا گناہ ایسا بڑا نہیں ہوگا جسے وہ نہ بخشے البتہ شرک کو وہ معاف نہیں کرے گا۔ جب مشرکین یہ دیکھیں گے تو کہیں گے آج تو ہمارا رب سارے گناہ معاف فرمارہا ہے لیکن شرک کو معاف نہیں فرمارہا۔ لہٰذا ہم عرض کرتے ہیں ہم گناہ گار تو تھے لیکن مشرک نہیں تھے تو اللہ عزوجل فرمائیں گے: یہ جو تم نے شرک کو چھپایا ہے تو (فرشتوں) ان کے مونہوں پر مہر لگادو تو پھر ان کے ہاتھ اور پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ تب مشرکین اعتراف کرلیں گے کہ اللہ سے کوئی بات چھپائی نہیں جاسکتی۔۔ الحدیث[44]

کلمات قرآنیہ کی لغوی وضاحت اور کلام عرب کی روشنی میں تفسیر کی مثال

امام طبرانیؒ نے المعجم الکبیر[45] میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک نہایت طویل روایت ذکر کی ہے جس میں ایک شخص نے ان سے قرآن مجید کی بہت سے آیات کی کلام عرب کی روشنی میں تفسیر طلب کی جس کے جواب میں حضرت ابن عباسؓ نے ہر آیت کی تفسیر میں کلام عرب کے مشہور شعراء کا کوئی نہ کوئی شعر بطور دلیل ذکر فرمایا لیکن اس روایت کی سند میں ایک راوی جویبر بن سعید ہے جسے امام نسائی اور دارقطنی وغیرہ نے متروک الحدیث[46] کہا ہے۔

سورۃ الحشر کی آیت 5: " مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ" کے بارے میں فرماتے ہیں: اللینۃ: النخلۃ، یعنی اللینہ سے کھجور کا درخت مراد ہے[47]۔ اس طرح سورۃ الاحقاف کی آیت 4: " اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ " کے بارے میں فرماتے ہیں اس سے مراد: جودۃ الخط یعنی خوشخطی ہے[48]۔ سورۃ النور کی آیت 21: " خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ" کے بارے میں فرماتے ہیں: یعنی تزیین الشیطان، شیطان کا آراستہ کرنا[49]، اور آیت 22 (وَ لَا يَاْتَلِ) کے بارے میں فرماتے ہیں: یعنی ولا یحلف، یعنی قسم نہ کھائے[50]۔

نتائج البحث:

1. حضرت عبداللہ بن عباسؓ تفسیر میں ایک عظیم مقام رکھتے ہیں۔
2. صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ آپ سے تفسیری اقوال مروی ہیں جن کی تعداد معاجم ثلاثہ میں (273) ہے۔

3. معاجم ثلاثہ کی اگرچہ ان تمام اقوال کی اسنادی حیثیت یکساں نہیں جس کی تفصیل اس مقالہ میں موجود ہے تاہم اکثر اقوال دیگر کتب حدیث و تفسیر میں قابل احتجاج اسناد سے مل جاتے ہیں۔
4. صحاح ستہ میں ان تفسیری روایات کی تعداد (211) ہے۔ سب سے زیادہ اقوال صحیح بخاری میں اور پھر جامع ترمذی میں ہیں ۔
5. معاجم ثلاثہ میں حضرت ابن عباسؓ کے تفسیری اقوال کی ایک معقول تعداد ایسی بھی ہے جو کہیں اور نہیں ملتی۔

سفارشات:

1. سیدنا ابن عباس کی تفسیری اقوال پر اگر تحقیق کی جائے اور صرف صحیح اور حسن درجے کی روایات کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک مستند تفسیر سامنے آسکتی ہے جو کہ تفسیر بالماثور میں ایک گراں قدر اضافہ ہوگی۔
2. تفسیر مقیاس من تفسیر ابن عباس میں زیادہ تر ضعیف روایات ہیں اس پر تحقیق کرنے کی سفارش کی جاتی ہے کہ صحیح روایات کتنی ہیں تاکہ اس سے اس تفسیر کی صحت کا معیار واضح ہو جائے ۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] حنیف، سراج الاسلام، ڈاکٹر، علوم القرآن، ناشر: دارالقرآن والسنۃ ہوسٹی، شہباز گڑھی، مردان، طبع اول: 2015ء، ج: 1، ص: 52

Ḥanīf, Dr. Sirāj al Islām, 'Ulūm al Qurān, (Nāshir: Dār al Qurān wal Sunnah, Mardan,2015ac), Vol: 1, P:52

[2] ذھبی، محمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان، الطبعۃ الثالث، 1987ء، ج: 16، ص: 119

Dhahabī, Muḥammad bin 'Uthmān, Siyar A`lām al Nubalā, (Nāshir: Mo'assasah al Risālah, Beirūt, 1978ac), Vol:16, P:119

[3] حاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ الثانیۃ: 2002ء، حدیث نمبر: 6273

Ḥākim, Muḥmmad bin 'Abdullāh, Al Mustadrak 'Alā al Ṣaḥīḥayn, (Nāshir: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, Beirūt, 2002ac), Ḥadīth No:6273

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ناشر: بیت الافکار الدولیۃ الریاض، الطبعۃ 1989ء، کتاب التفسیر، حدیث نمبر: 4969

Bukhārī, Muḥmmad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al Bukhārī, (Nāshir: Bayt al Afkār al Duwliyyah al Riyāḍ, 1989ac), Ḥadīth No: 4969

[5] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ناشر، بیت الافکار الدولیۃ الریاض، بدون تاریخ وطبع، المقدمۃ، باب: فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر: 166

Ibn Mājah, Muḥmmad bin Yazīd, Sunan Ibn Mājah, (Nāshir: Bayt al Afkār al Duwaliyyah al

Riyāḍ), Ḥadīth No: 166

[6] دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی، ناشر: دار ابن حزم بیروت، الطبعۃ الاولیٰ: 2002ء، حدیث نمبر: 590، 585، 586

Dārmī, 'Abdullāh bin 'Abd al Raḥmān, Sunan al Dārmī, (Nāshir: Dār Ibn Ḥazam, Beirūt, 2002ac), Ḥadīth No: 585, 586, 590

[7] المستدرک، حدیث نمبر: 6291

Al Mustadrak, Ḥadīth No:6291

[8] المستدرک، حدیث نمبر: 6282

Al Mustadrak, Ḥadīth No: 6282

[9] المستدرک، حدیث نمبر: 6284

Al Mustadrak, Ḥadīth No: 6284

[10] ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ناشر: دار صادر بیروت، بدون تاریخ وطبع، ج: 2، ص: 407

IBn Khalkān, Aḥmad bin Muḥmmad bin Abī Bakr, Wafayāt al A'yān wa Anbā, al Zamān, (Nāshir: Dār Ṣādir Beirūt), Vol:2, P:407

[11] سیر اعلام النبلاء، ج: 16، ص: 119

Siyar A'lām al Nubalā, Vol:16, P:119

[12] ایضًا

Ibid

[13] ابن جوزی، عبدالرحمان بن علی بن محمد، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولیٰ: 1992ء، ج: 7، ص: 54

Ibn Jawzī, 'Abd al Raḥmān bin 'Alī bin Muḥmmad, Al Muntaẓim Fī Tārīkh al Mulūk wal Umam, (Nāshir: Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1992ac), Vol:7, P:54

[14] ابن حجر، احمد بن علی، لسان المیزان، ناشر: دار البشائر الاسلامیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولیٰ: 2002ء، ج: 3، ص: 73

Ibn Ḥajar, Aḥmad bin 'Alī, Lisān al Mīzān, (Nāshir: Dār al Bashā'ir al Islāmiyah, Beirūt Labnān, 2002ac), Vol:3, P:73

[15] وفیات الاعیان، ج: 2، ص: 407

Wafayāt al A'lān, Vol:2, P:407

[16] ابن عساکر، محمد بن مکرم بن علی، مختصر تاریخ دمشق، ناشر: دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر دمشق، الطبعۃ الاولیٰ: 1984ء، ج: 6، ص: 244

Ibn 'Asākir, Muḥmmad bin Mukarram bin 'Alī, Mukhtaṣar Tārīkh e Dimashaq, (Nāshir: Dār al Fikr lil Ṭabā'Aḥmad wal Tawzī' wal Nashr, Dimashq, 1984), Vol:6, P:244

[17] سمعانی، عبدالکریم بن محمد، الانساب، ناشر: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدرآباد، الطبعۃ الاولیٰ: 1962ء، ج: 9، ص: 35

Sam'avnī, 'Abd al Karīm bin Muḥmmad, Al Ansāb,(Nāshir: Majlis Dā,irah al Ma'ārif al Uthmāniyyah, Ḥaydarabād, 1962ac), Vol:9, P:35

[18] ابن عماد، عبدالحیی بن احمد بن محمد، شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، ناشر: دار ابن کثیر دمشق، بیروت لبنان، الطبعۃ الاولیٰ: 1986ء، ج: 2، ص: 30

Ibn 'Ammād, 'Abd al Ḥay bin Aḥmad bin Muḥmmad, Shadharāt al Dhahab Fi Akhbāri Man Dhahab, (Nāshir: Dār ibn Kathīr, Dimishq, beirūt, 1986ac), Vol:2, P:30

[19] تذکرۃ المحدثین، ج: 1، ص: 490

Tadhkirah al Muḥaddithīn, Vol:1,P;490

[20] کتانی، محمد بن ابی الفیض، الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفہ، ناشر: دارالبشائر الاسلامیۃ، الطبعۃ السادسۃ: 2000ء، ص: 135

Katānī, Muḥmmad bin Abī al Fayḍ, Al Risālah al Mutaṭrifah Libayān Mashhūr Kutub al Sunnah al Musharrafah, (Nāshir: Dār al Bashā,ir al Islāmiyyah, 2000ac), P:135

[21] سیر اعلام النبلاء، ج: 16، ص: 119، 120

Siyar A´lām al Nublā,, Vol:16, PP:119,120

[22] محمد بن ترکی، الدکتور، مناھج المحدثین، ناشر: دارالعاصمۃ ریاض، الطبعۃ الاولیٰ: 2009ء، ص: 159

Dr. Muḥmmad bin Turkī, Manāhij al Muḥaddithīn, (Nāshir: Dār al ´Āṣimah Riyāḍ, 2009ac), P:159

[23] زرکشی، محمد بن عبداللہ، بدرالدین، البرھان فی علوم القرآن، ناشر: دارالمعرفۃ بیروت لبنان، بدون تاریخ وطبع، ج: 1، ص: 8

Zarkashī, Muḥammad bin Abduulah, Badr al Din, Al Burhān Fī Ulūm al Qurān, (Nāshir: Dār al Ma´rifah, Beirūt Labnān), Vol:1, P:8

[24] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 3693

Al Mu´jam al Kabīr, Ḥadīth No: 3693

[25] ابن ابی شیبۃ، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم، المصنف، ناشر: الفاروق الحدیثیۃ للطباعۃ والنشر، الطبعۃ الاولیٰ: 2008ء، حدیث نمبر: 23038

Ibn Abī Shaybah, ´Abdullāh bin Muḥmmad bin Ibrāhīm, Al Muṣannif, (Nāshir: Al Farūq al Ḥadīthiyyah lil Ṭabā´Aḥmad wal Nashr, 2008ac), Ḥadīth No: 23038

[26] سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 4127

Sunan Ibn Mājah, Ḥadīth No: 4127

[27] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ناشر: بیت الافکار الدولیۃ الریاض، الطبعۃ 1998ء، حدیث نمبر: 2413

Muslim bin Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, (Nāshir: Bayt al Afkār al Duwaliyyah al Riyāḍ, 1998ac), Ḥadīth No: 2413

[28] سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 4128

Sunan Ibn Mājah, Ḥadīth No:4128

[29] ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ناشر: مؤسسۃ قرطبۃ للطبع والنشر والتوزیع، جیزہ، الطبعۃ الاولیٰ: 2000ء، ج: 6، ص: 45

Ibn Kathīr, Ismā´īl bin Kathīr, Tafsīr al Qurān al ´Aẓīm, (Nāshir: Mo´assasah Qurṭbah lil Ṭab´ wal Nashr wal Tawzī´, 2000ac), Vol:6, P:45

[30] سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ناشر: مکتبۃ امام ابن تیمیۃ، القاہرہ، بدون تاریخ وطبع، حدیث نمبر: 12495

Sulaymān bin Aḥmad, Al Mu´jam al Kabīr, (Nāshir: Maktabah Imām Ibn Taymiyah al Qāhirah), Ḥadīth No: 12495

[31] صحیح البخاری، حدیث نمبر: 4687

Ṣaḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth No: 4687

[32] احمد بن حنبل، مسند احمد، ناشر: دارالسلام للنشر والتوزیع، الطبع: 1434ھ، حدیث نمبر: 2206، 2430

Aḥmad bin Ḥambal, Musnad Aḥmad, (Nāshir: Dār al Salām lil Nashr wal Tawzī´,

[33] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 12138، تفسیر طبری، 8: 311، المستدرک، حدیث نمبر: 3488

Al Mu´jam al Kabīr, Ḥadīth No: 12138 / Tafsīr Ṭabarī, Vol:8, P:311, Al Mustadrak, Ḥadīth No: 3488

[34] صحیح البخاری، حدیث نمبر: 4774، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2798، جامع الترمذی، حدیث نمبر: 3254، مسند احمد، حدیث نمبر: 3613

Ṣḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth No: 4774, Ṣḥīḥ Muslim, Ḥadīth No: 2798, Jāmi' al Tirmidhī, Ḥadīth No: 3254, Musnad Aḥmad, Ḥadīth No: 3613

[35] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 11883

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No:11883

[36] صحیح البخاری، حدیث نمبر: 4745

Ṣḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth No:4745

[37] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 12142، واللفظ لہ، اور حدیث نمبر: 11917

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 12142, Wal Lafẓ Lahū, Awar Ḥadīth No: 11917

[38] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 11617، واللفظ لہ، 11616، صحیح البخاری، حدیث نمبر: 4294، جامع الترمذی، حدیث نمبر: 3362، سنن دارمی، حدیث نمبر: 81

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 11617, Wal Lafẓ Lahū, 11616 / Ṣḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth No: 4294 / Jāmi' al Tirmidhī, Ḥadīth No: 3362 / Sunan Dār Mī, Ḥadīth No: 81

[39] المعجم الاوسط، حدیث نمبر: 208، واللفظ لہ، المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 11443، 11995

Al Mu'jam al Awsaṭ, Ḥadīth No: 208, Wal Lafẓ Lahū / Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 11443 , 11995

[40] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 9635، المستدرک، حدیث نمبر: 3567، 2821

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 9635 / Al Mustadrak, Ḥadīth No:3567, 2821

[41] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 11388، واللفظ لہ، 11225، صحیح البخاری، حدیث نمبر: 4515، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1145، سنن نسائی، حدیث نمبر: 2317، تفسیر طبری، 2: 111، تفسیر ابن ابی حاتم، 2: 157

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 11388, Wal Lafẓ Lahū / Ṣḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth No: 4515 / Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth No: 1145 / Sunan Nisā,ī, Ḥadīth No: 2317 / Tafsīr Ibn Abī Ḥātam, Vol:2, P:157

[42] صحیح البخاری، حدیث نمبر: 4517، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1145، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: 2315، جامع ترمذی، حدیث نمبر: 798، سنن نسائی، حدیث نمبر: 2316، سنن دارمی، حدیث نمبر: 1775، المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 6312

Ṣḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth No: 4517 / Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth No: 1145 / Sunan Abī Dāūd, Ḥadīth No: 2315 / Jāmi' al Tirmidhī, Ḥadīth No: 798 / Sunan Nisā,ī, Ḥadīth No: 2316 / Sunan Dār Mī, Ḥadīth No: 1775 / Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 6312

[43] سنن نسائی مترجم، ج4، ص: 156

Sunan Nisā,ī, Mutrajjam, Vol:4, P:156

[44] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 11594، المستدرک، حدیث نمبر: 2683، 3997

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 11594 / Al Mustadrak, Ḥadīth No: 2683, 3997

[45] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 11597

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 11597

[46] ذھبی، محمد بن احمد بن عثمان ، میزان الاعتدال، ناشر: دارالمعرفۃ بیروت لبنان، بدون تاریخ وطبع، ج: 1: ص: 427

Dhahabī, Muḥmmad bin Aḥmad, Mīzān al I'tidāl, (Nāshir: Dār al Ma'rifah, Beirūt Labnān), Vol:1, P:427

[47] المعجم الاوسط، حدیث نمبر: 587، جامع ترمذی، حدیث نمبر: 3303

Al Mu'jam al Awsaṭ, Ḥadīth No: 587 / Jāmi' al Tirmidhī, Ḥadīth No: 3303

[48] المعجم الاوسط، حدیث نمبر: 472، المستدرک، حدیث نمبر: 3695، مسند احمد، حدیث نمبر: 1992

Al Mu'jam al Awsaṭ, Ḥadīth No: 472 / Al Mustadrak, Ḥadīth No:3695 / Musnad Aḥmad, Ḥadīth No: 1992

[49] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 219، ج: 23، ص: 148

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 219, Vol:23, P:148

[50] المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 224، ج: 23، ص: 150

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth No: 224, Vol:23, P:150